

جناب جنرل مرزا اسلم بیگ
سابق چیف آف آرمی سٹاف

پاکستان کے خلاف امریکہ و نیٹو (ایساف) کی جارحیت

26/25 نومبر کی درمیانی رات امریکہ اور نیٹو کے طیاروں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں نے مہمند ایجنسی میں سلالہ کے علاقے میں دو پاکستانی چیک پوسٹوں پر حملہ کیا جس میں دو افسران سمیت ۲۸ فوجی شہید ہوئے۔ پاکستانی سرحد کے اندر آ کر کی جانے والی یہ کارروائی نہ صرف پاکستان کی سرحدوں کی خلاف ورزی ہے بلکہ مکمل جارحیت ہے جو کہ ایساف (International Security Assistance Force - ISAF) کے ساتھ ہمارے تعاون کی شرائط کی بھی سراسر خلاف ورزی ہے۔ دراصل یہ واقعہ پاکستان کی سلامتی کے خلاف کی جانے والی سازشوں کا ایک حصہ ہے کیونکہ ایساف کو افغانستان میں بدترین شکست کا سامنا ہے اور وہ افغانستان سے لکھنا چاہتے ہیں لیکن محفوظ راستہ نہیں مل رہا جس سے ان کے اعصاب پر بوکھلاہٹ طاری ہے۔ سلالہ کی چوکی پر حملہ اسی بوکھلاہٹ کا نتیجہ ہے۔

امروا قیوں ہے کہ 25/26 نومبر کی درمیانی رات سلالہ کے مقام پر واقع پاکستانی چوکی پر متعین فوجیوں نے پاکستان تحریک طالبان ولی الرحمن اور فضل اللہ گروپ کے پچاس کے لگ بھگ ایسے عسکریوں کو گھیرے میں لے لیا تھا جو پاکستان دشمن کاروائیوں میں مصروف تھے۔ نیٹو اور امریکی طیارے انہیں چھڑانے کیلئے تیزی سے حرکت میں آئے اور دو پاکستانی چوکیوں کو بمباری کا نشانہ بنایا۔ اس پر سلالہ چوکی پر متعین کمانڈر نے ایساف سے رابطہ کیا اور انہیں بتایا کہ ان کے طیارے پاکستانی چوکی کو نشانہ بنا رہے ہیں اور یہ حملہ فوری طور پر بند کیا جائے لیکن ان کا پیغام نظر انداز کر دیا گیا اور دو گھنٹے تک یہ حملہ جاری رہا جب تک کہ عسکریت پسندوں کو رہا کر کے افغانی علاقے میں پہنچانہ دیا گیا۔ ایساف کی جانب سے پاکستان کے خلاف جارحیت کا یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی ایسے واقعات ہوئے ہیں جن میں عسکریت پسندوں نے ایساف کی مدد سے پاکستانی چیک پوسٹوں پر کئی حملے کئے جن میں متعدد فوجی جوان شہید ہوئے۔ اور یہ تیسرا موقع ہے کہ ایساف کی جانب سے پاکستانی سرحدوں کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہوئی ہے۔ گزشتہ سال ستمبر کے مہینے میں ہماری سرحدوں پر ایک ایسا ہی واقعہ ہوا تھا جس میں ہمارے متعدد سپاہی شہید ہوئے تھے۔ دوسرا حملہ ایبٹ آباد کا تھا جب ہماری زمینی اور فضائی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اسامہ بن لادن کو قتل کر دیا گیا۔

کچھ عرصہ قبل جی ایچ کیو میں منعقد ہونے والی اعلیٰ افسران کی ایک میٹنگ کے دوران میں نے متنبہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ 'ایساف پھر ہمارے حوصلے اور صبر کا امتحان لے گا' لہذا اس قسم کی صورت حال سے موثر طور پر نمٹنے کیلئے ہمیں 'فوری جوابی حکمت عملی' ابھی سے تیار کر لینی چاہیے۔ میں نے مشورہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ یہ تیاری اس قسم کی ہونی چاہیے جیسا کہ ۱۹۹۰ء میں ۱۰ کور نے اپنائی تھی۔ اس وقت لائن آف کنٹرول پر ۱۲ ڈویژن کے جنرل آفیسر کمانڈنگ میجر جنرل صفدر ستارہ جرات نے ایک منصوبہ بنایا اور اپنے محاذ پر تیاری کر لی کہ جیسے ہی دشمن کی طرف سے ہماری ہتھیاروں سے گولہ باری ہوئی تو فوراً جواب دیا گیا اور دشمن کی توپوں کو خاموش کر دیا اور بھارتی فوجی مورچے چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہوئے۔ سلالہ کی چوکی پر پیش آنے والے واقعے کے رد عمل میں ایساف کے خلاف اس قسم کی فوری جوابی کارروائی ضروری تھی مگر اس پر عمل نہ ہوسکا۔ ایسی کارروائی اب مناسب نہیں ہے اس لیے کہ دشمن خبردار ہے۔ ہمیں تدبیر اور فہم و فراست سے اپنی حکمت عملی مرتب کر کے بہترین راستے کا انتخاب کرنا ہوگا تاکہ مستقبل میں اس قسم کے واقعات دوبارہ رونما نہ ہوں۔

جوابی کارروائی کیلئے 'خون کے بدلے خون' جیسی کارروائی ضروری ہے لیکن فوری کارروائی اب نہیں کی جاسکتی۔ اس لیے اب جارحانہ سفارتی کارروائی (Retorsion) زیادہ مناسب ہوگی۔ اس حوالے سے حکومت نے اقدامات کئے ہیں جن میں نیٹو کی جانب سے کی جانے والی معذرت کو رد کر دیا گیا ہے؛ پاکستان سے گزرنے والی نیٹو کی سپلائی لائن بند کر دی گئی ہے؛ ڈرون حملے بند کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے؛ ششی ایئر میس خالی کرایا جا رہا ہے؛ ۵۵ سبکدوش ہونے والی یون کانفرنس کا بائیکاٹ کیا جائے گا؛ سرکاری دھوکے دورے منسوخ کر دیے گئے ہیں؛ بیرونی دنیا کی حمایت حاصل کرنے کیلئے دوست ممالک کے ساتھ سفارتی رابطوں کو تیز کیا گیا ہے؛ امریکہ کے ساتھ تجارتی اور دیگر مراسم کا از سر نو تعین کیا جا رہا ہے۔ اور یہ معاملہ اقوام متحدہ تک لے جانا ضروری ہے کیونکہ قابض فوجیں اقوام متحدہ کی منظوری سے افغانستان میں کارروائی کر رہی ہیں۔ اقوام متحدہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ باقاعدہ طور پر تحقیقات کرائے تاکہ اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو سزا دلوائی جاسکے۔

دس سال پر محیط جدوجہد کے باوجود قابض فوجیں افغانستان میں سخت ترین مشکلات سے دوچار ہیں وہ نہ صرف جنگ ہار چکے ہیں بلکہ افغانستان کو اپنے کنٹرول میں رکھنے میں ناکام ہیں اور اب افغانستان سے پراسن طور پر نکلنے کی ضمانت تلاش کر رہے ہیں۔ پاکستانی سرحدوں پر حملے کرنے جیسی مضموم کارروائیوں کا مقصد پاکستان کو ہاؤ میں لانا ہے تاکہ وہ امریکہ کو اجازت دے دے کہ وہ پاکستانی علاقوں میں طالبان کے محفوظ ٹھکانوں کو تباہ کر سکے اور اس طرح ملا عمر کو مجبور کر دیا جائے کہ امریکی شرائط پر ہذا کرات کریں۔ یہ غیر منطقی تقاضا ہے جو کبھی پورا نہیں ہوگا، اسلئے ایساف کو انہیں مخدوش حالات میں افغانستان سے بوریا بستر الیٹینا پڑے گا اور امکان یہ ہے کہ جیسے ۱۹۹۰ء میں امریکہ افغانستان کو خانہ

جنگی میں جتا کر کے نکلا تھا جس کے نتیجے میں طالبان ابھرے تھے تو آج بھی ایسی ہی سازش ہو رہی ہے کہ افغانستان میں خانہ جنگی شروع ہو اور امن و امان قائم نہ ہو سکے۔

سالہ چیک پوسٹ کے واقعے نے ہمیں موقع دیا ہے کہ ہم پاک امریکہ تعلقات کی نوعیت کا جائزہ لے کر اپنی ترجیحات کا از سر نو تعین کریں اور جو نقصان اٹھایا ہے اس کی تلافی ممکن ہو سکے۔ ہماری ترجیحات کیا ہونی چاہئیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

- ☆ پاک امریکہ تعلقات کا از سر نو تعین کیا جانا چاہیے جو برابری اور باہمی عزت کے اصولوں پر مبنی ہوں۔
- ☆ امریکہ کو اس امر کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے کہ وہ پاکستان اور افغانستان پر بھارت کی بالادستی قائم کر سکے کیونکہ ایسا کرنا قائد اعظم کے متعین کردہ سیاسی و جغرافیائی عملی ضروریات سے انحراف کے مترادف ہوگا۔
- ☆ پاکستان کو اپنی ہی قبائل کے ساتھ جاری جنگ کی کیفیت ترک کر دینی چاہیے تاکہ ہماری سرحدوں پر امن قائم ہو اور ہمارے دشمنوں کی جانب سے ان سرحدوں پر اشتعال انگیز کارروائیوں کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔
- ☆ ایساف کو جلد ہی ناکامی و نامرادی کی حالت میں افغانستان سے نکلتا ہے لہذا یہ ہماری اولین ذمہ داری ہے کہ اپنے پڑوسی افغان بھائیوں کی مدد کریں تاکہ ماضی کی غلطیوں کا مداوا ہو سکے اور ان کے دلوں میں ہمارے خلاف پائی جانے والی نفرت کو ختم کیا جاسکے۔
- ☆ ۲۰۰۱ء میں ہم نے افغانستان کے خلاف جنگ میں ایساف کا ساتھ دے کر ایک گھناؤنے جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ ہمیں چاہئے کہ افغانوں کے ساتھ بہترین تعلقات قائم کر کے اس غلطی کو درست کریں اور افغانستان کی تعمیر نو میں ان کا ساتھ دیں۔

بلاشبہ ہم تاریخ کے مشکل ترین دور سے گزر رہے ہیں جو قوم سے اچھے اور دانشمندانہ طرز عمل کا تقاضی ہے۔ پاکستانی قوم چیلنجوں کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کی مکمل صلاحیت رکھتی ہے۔ ہماری قوم سیاسی و تاریخی لحاظ سے 'سندھ تہذیب' کی وارث ہے اور دنیا کی قدیم تہذیبوں کی قدروں کی حامل بھی ہے جن سے اس کی سرحدیں ملتی ہیں۔ اس لئے پاکستانی قوم کو آسان حریف سمجھنے کی کوئی غلطی نہ کرے اور نہ ہی کسی کے ذہن میں اس بارے کسی قسم کا شک ہو نا چاہیے۔ پاکستانی قوم دکھوں اور قربانیوں کی گہرائیوں سے ابھرنا جانتی ہے اور انشاء اللہ موجودہ مشکلات سے نجات حاصل کر کے وہ بہت جلد قوموں کی برادری میں اپنا صحیح مقام حاصل کرے گی۔